اقتداء کودک اور آثارِ بلوغت

مفتی وزیر احمد صاحب

جامعہ ضیاء مدینہ ماہی والا لیہ،

عمومی طور مدارس، مساجد اور اسکولوں میں قرآن پاک حفظ کرنے والے حفاظِ کرام بلوغت سے قبل کتاب اللہ حفظ کر لیتے ہیں، ان میں بالغوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے، اور یہ نفسیاتی امر ہے کہ جس گاؤں یا محلّہ میں بچہ قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد لوٹ آئے تو بوجوہ اسے مسجد میں نماز پنجگانہ، جمعۃ المبارک، عیدین اور کچھ نہیں تو نماز تراویح کے لئے بطور امام نصب کیا جاتا ہے اور کبھی شعبہء حفظ کے استاذ یا ادارہ کے مہتمم بھی لاعلم ہونے یا کسی اور بنا پر نابالغ بچوں کو رمضان المبارک میں نماز تراویح پڑھانے کے لئے بطور امام کسی گاؤں/گوٹھ میں روانہ فرمادیتے ہیں، اگر کہیں کوئی مقتدی یا صاحب علم اتنی راہنمائی فرمادے کہ "بالغوں کا نابالغ امام نہیں ہوسکتا" تو شنوائی میں مختلف النوع جوابات حاصل ہوتے ہیں۔

۱۔"فرض نماز" کے لئے ہمارا سابقہ امام ہے، چونکہ وہ ناظرہ خواں ہے اور یہ بچہ فقط نماز تراویح ہمیں پڑھاتا ہے اور نمازِ تروایح کے لئے نابالغ امام کا جواز ہے۔

۲۔یہ نابالغ نہیں کیونکہ اس کی مونچھ، ڈاڑھی اور بغل کے بال واضح ہیں اور کبھی "موئے زیرناف" کو بھی علامات بلوغت میں شمار کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ کون کہتا ہے ہمارا امام نابالغ ہے، اتنے سارے آثار بلوغت کا حامل یقیناً بالغ ہوتا ہے (اس کی عمر خواہ نو، دس برس کی کیوں نہ ہو)۔

۳۔کبھی قد کاٹھ اور امام کے وزنی ہونے کو بھی علامت بلوغت میں شمار کر کے نابالغ کو بالغین کا امام بنایا جاتا ہے۔

۴۔کبھی شرعی اعتبار سے منتخب ہونے والا امام بالغ ہوتا ہے، مگر جن کے ہاں معیار اور شعار بلوغت "ڈاڑھی، مونچھ، بغل اور زیرناف بالوں کا نمودار ہونا ہے، ان کے ناپید ہونے کی صورت میں خواہ امام کی عمر سولہ سال کیوں نہ ہو اسے رد کر دیا ہے۔

حالانکہ اس کے برعکس اگر نظرِ بالغ سے دیکھا جائے تو انسانی جسم کے کسی بھی

☆وزع الاعمال ولا تجمعها فیی وقت واحد بل اجعلها فی فترات وبینها اوقات للراحۃ لیکون عطاؤک جیدا.☆

حصہ پر بالوں کا اگنا علامت بلوغت سے نہیں، اگر ایسا نہیں تو پھر ''سر'' اور ''ابرو'' کے بالوں نے کونسی خطا کی ہے کہ وہ آثار بلاغت نہیں۔

شرعی لحاظ سے جو انسان بالغ ہو اور اس کے چہرے پر بال نمودار نہ ہوں تو پھر بھی اس کی بلوغت کے لئے بالوں کی شرط لگانا نادرست ہے۔ کیونکہ اگر کسی کے کسی باعث سے ڈاڑھی، مونچھ، بغل اور زیر ناف بال نہ آئیں تو کیا وہ عمر بھر نابالغوں کی فہرست میں گزارے گا۔

قد، کاٹھ اور وزن بھی معیار بلوغت نہیں کیونکہ بعض بچے ابھی چھ سات سال کے ہوتے ہیں مگر ان کا وزن بہت زیادہ ہو جاتا ہے کیا انہیں پکڑ کر مصلائے امامت پر کھڑا کر دیا جائے؟ اور بعض امام اتنے کمزور اور نحیف ہوتے ہیں کہ ان کا وزن اور قامت بچوں کے وزن اور قامت سے کم یا مساوی ہوتا ہے تو کیا انہیں برطرف کر دیا جائے؟

سرکاری اور غیر سرکاری کثیر ایسے ادارے ہیں جن میں بچوں کے لئے باقاعدہ طور کوئی عہدہ اور نشست نہیں، کسی ادارہ سے اعتماد اٹھنے کے لئے اتنا کافی ہوتا ہے کہ اس میں سربراہ بچہ ہو، اگر دنیوی ادارہ میں بطور سربراہ بچہ کا انتخاب نامناسب ہے تو پھر مسلمانوں کا دینی امور میں سے نہایت اہم امر اور منصب امامت اسے سپرد کرنا کیونکر درست ہے۔

اس کے لئے اور کیا دلیل چاہئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو خود نمازیں پڑھائیں، علالت یا کسی اور مانع کے وقت سید نا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے متعلق فرمایا ''اب امامت وہ کرائیں'' ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا:

''لیلینی منکم اولو العلم و النھی ثم الذین یلونھم ثلاثاً''(رواہ مسلم)

''تم میں سے بالغ اور عقل مند میرے قریب کھڑے ہوں، پھر جوان سے قریب ہوں (اسی طرح تین مرتبہ فرمایا)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لا یئوم الغلام حتٰی یحتلم.

''لڑکا اتنے تک امامت نہ کرائے جب تک اسے احتلام نہ ہو۔''

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لا یئو م الغلام الذی لا تجب علیہ الحدو د

''وہ لڑکا امامت نہ کرائے جس پر حدود واجب نہیں۔''

علامہ برہان الدین ابو بکر علی مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ولا یجوز للرجال ان یقتدوا بامرء ۃ وصبی ..واما الصبی فلانہ متنفل فلایجوز اقتداء المفترض بہ ...والمختارانہ لایجوزفی الصلوات کلھا

''مردوں کوعورت اور نابالغ کی اقتدا کرنا جائز نہیں کیونکہ (بچہ پرنماز فرض نہ ہونے کی وجہ سے) وہ نفل پڑھنے والا ہوگا اور مفترض نفل پڑھنے والے کی اقتدا نہیں کرسکتا اور مشائخ بلخ نے تراویح اور سنن مطلقہ میں بچے کی امامت کو جائز قرار دیا اور لیکن ہمارے ائمہ عدم جواز کے قائل ہیں اور مذہب مختار یہ ہے کہ تمام نمازوں میں بچے کی امامت جائز نہیں۔''

(ہدایہ اولین: ۱/۱۲۶؛ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

فقیہ ہندی امام احمد رضا خاں رحمہ اللہ کے ہاں اسی نوعیت کا ایک سوال آیا کہ اگر حافظ قرآن کی عمر پندرہ سال سے فقط تین ماہ کم ہے تو کیا وہ بالغین کا نماز تراویح میں امام ہوسکتا ہے چنانچہ جواب مع استفتاء ملاحظہ فرمائیں:

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے حفظ قرآن شریف کیا اور عمر اس کی تقریبا پندرہ برس کی ہے یعنی تین ماہ کم ہیں اور احتلام نہ ہونا ظاہر کرتا ہے **وللاکثر حکم الکل** (اور اکثر کیلیے کل کا حکم ہوتا ہے) حد بلوغ میں داخل ہوکر امامت تراویح بغرض ختم قرآن رجال کی کرا سکتا ہے، اور بالغین کی درصورت عدم بلوغ امامت تراویح کرا سکتا ہے مثلا زید مذکور کے ولی نے کسی حافظ بالغ کو نوکر رکھا اور بعد کو کہا کہ اس نابالغ کا قرآن شریف تراویح میں سن اس اجیر نے بوجہ اقتدا اس نابالغ کے قصد کیا کہ میں تراویح کا اعادہ کروں گا اس حیلہ سے اس فاعل پر کوئی کراہت ہے یا نہیں، اکثر نابالغین امامت تراویح حسب تجویز مشائخ بلخ کرتے ہیں درصورت عدم جواز کیا ان کا حکم یعنی ان رجال کا جو تراویح با اقتدائے نابالغ ادا کریں اعادہ ہے یا نہیں؟ درصورت اعادہ ان پر کوئی اسائت ہے یا نہیں؟ خصوصا یہ مقتدی حافظ ہوکر جماعت نابالغ کرے بوجہ استاد ہونے کے اور اعادہ کرے تو اس پر کیا بحث وقباحت؟

الجواب:

جبکہ ہنوز پندرہ سال کامل نہیں اور وہ احتلام نہ ہونا ظاہر کرتا ہے تو اس کی تکذیب کی کوئی وجہ نہیں قول اس کا واجب القبول ہے اور تحدیدات میں ''وللاکثر حکم الکل'' نہیں کہہ سکتے ورنہ تحدید باطل ہو جائے اور آٹھ برس میں بھی حکم بلوغ ہو کر پندرہ کا اکثر وہ بھی ہے غرض پورے پندرہ درکار ہیں ایک دن بھی کم ہو تو بے اقرار یا ظہور آثار حکم بلوغ نہیں ہوسکتا۔

فی الدر المختار فان لم یوجد فیھما شیء فحتی یتم الکل منھما خمس عشرۃ سنۃ بہ یفتی

درمختار میں ہے اگر دونوں (یعنی لڑکا اور لڑکی) میں کوئی علامت نہ پائی جائے تو ہر ایک کے لئے پندرہ سال عمر کا کامل ہونا ضروری ہے اور اسی پر فتوی ہے۔

''نابالغوں کی امامت تراویح تو درکنار فرائض بھی کرسکتا ہے۔''

فی ردالمختار غیر البالغ فان کان ذکرا تصح امامتہ لمثلہ من ذکر او انثی وخنثی.

ردالمحتار میں ہے غیر بالغ اگر مذکر ہو تو اس کی امامت درست ہے یعنی اس کا اپنے ہم مثل مذکر، مونث اور خسرہ کا امام بننا درست ہے۔

''مگر بالغوں کی امامت مذہب اصح میں مطلقاً نہیں کرسکتا حتی کہ تراویح و نافلہ میں بھی''

فی ردالمحتار لایصح اقتداء الرجل بصبی مطلقاولوفی النفل علی الاصح

ردالمحتار میں ہے اصح قول کے مطابق بالغ مرد کا بچے کی اقتداء کرنا ہر حال میں درست نہیں اگر چہ نفل ہوں۔

ہدایہ میں ہے'' المختار انہ لایجوز فی الصلوات کلھا ''مختار قول یہ ہے کہ سب نمازوں میں اس کی امامت درست نہیں۔

اس حافظ بالغ پر اس حیلہ میں بربنائے مذہب ضرورت کراہت ہے لاشتغالہ بمالایصح (بسبب ایسے عمل میں مشغول ہونے کے جو صحیح نہیں ہے)

درمختار میں ہے ''صلاۃ العیدفی القری تکرہ تحریما ای لانہ اشتغال بمالایصح''

''دیہاتوں میں عیداداکرنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ یہ ایسے عمل میں مصروف ہونا ہے جو نادرست ہے''

مذہب اصح میں اُن نابالغین پر اعادہ میں اساءت کیا ہوتی بلکہ ترک اعادہ میں اساءت ہے استاذ و غیر استاذ سب اس حکم میں برابر ہیں، ہاں اگر حافظ صحیح خواں سوا نابالغ کے نہ ملتا ہو تو باتباع مشائخ

بلغ سنت ختم حاصل کرلیں "فان الاداء علی قول خیر من الترک مطلقاً"

کیونکہ ایک قول کے مطابق ادا کرنا مطلقاً ترک کرنے سے بہتر ہے۔

درمختار میں ہے" الأداالجائزعندالبعض اولی من الترک کمافی القنیة وغیرھا"

بعض نزدیک جائز ادا ترک سے اولی ہے جیسا کہ قنیہ وغیرہ میں ہے۔

پھر مناسب یہ ہے کہ بلحاظ مذہب اصح اعادہء تراویح کرلیں لیحصل الاحتیاط بالمقدر المیسر (تاکہ بقدر آسانی احتیاط حاصل ہو جائے) واللہ تعالی اعلم۔(فتاوی رضویہ؛۶/۴۷۷،رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

حاصل کلام یہ ہے: نابالغ کسی نماز میں بھی بالغوں کا امام نہیں کرا سکتا نہ فرضوں،سنتوں اور نہ نوافل میں۔کیونکہ نابالغ فرض اور سنت پڑھائیگا تو اس کے نوافل ہوں گے اور فرض پڑھنے والا نفل پڑھنے والے کی اقتدا نہیں کرسکتا۔اور بالغ نابالغ کی اقتدا میں نفل بھی نہیں پڑھ سکتا۔کیونکہ نابالغ کے نفل اور سنت نسبتاً بالغ آدمی کے نفل سے کم درجہ کے ہیں کیونکہ اگر بچہ نفل شروع کر کے فاسد کردے تو اسے قضا لازم نہیں البتہ بالغ آدمی نفل توڑ دے تو اس پر اس کی قضا ضروری ہے۔

علامات بلوغت۔

اگرلڑکے کی عمر پندرہ سال سے کم ہے تو تین چیزوں میں سے کسی ایک کے پائے جانے سے اس پر بلوغت کا حکم لگایا جائیگا(۱)احتلام(۲)انزال(۳)عورت سے وطی کرے وہ حاملہ ہو جائے۔اگر ان میں سے کوئی نہ پائی جائے تو پندرہ سال سے کم عمرلڑکے پر عدم بلوغت کا حکم لگایا جائیگا۔جب پندرہ سال کا ہو جائے تو پھر از روئے شرع شریف اسکا شمار بالغین میں ہوگا۔اگر چہ مندرجہ بالا علامات میں سے کوئی بھی نہ پائی جائے۔اگر پندرہ سال سے کم عمرلڑکے کی ڈاڑھی ،مونچھ،موئے بغل،موئے زیر ناف اور پنڈلی کے بال ظاہر ہوجائیں تو قطعا بلوغت کا حکم نہیں ہوگا۔چنانچہ اس پر فقہاء کرام کے اقوال ملاحظ کی جئے۔

بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال...وقالااذا تم الغلام والجارية خمس عشرة سنة فقد بلغا،وهو رواية عن ابى حنيفة،وهو قول الشافعى...بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال والاصل هوالانزال والجارية بالاحتلام والحيض والجبل فان لم

☆تیقن ان کل من تعاملهم من اخ وابن وزوجة وقريب وصديق لايخلو من عيب فوطن نفسك على تقبل الجميع .☆

یوجد فیهما شیء فحتی یتم لکل منهما خمس عشرة سنة به یفتی....

''یعنی لڑکے کی بلوغت تب ہوگی جب اسے احتلام ہو یا عورت سے وطی کرے اور وہ حاملہ ہو جائے یا لڑکے کو انزال ہو۔اور اگر لڑکے اور لڑکی میں یہ تینوں (احتلام، حاملہ کرنا یا حاملہ ہونا، انزال) نہ پائی جائیں تو جب وہ پندرہ سال کے ہو جائیں بالغ ہونگے اور اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔اور عالمگیری میں ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے اور علامہ نسفی کی کتاب (کافی) میں ہے کہ جب لڑکا اور لڑکی پندرہ سال کے ہو جائیں تو بلوغت کا حکم لگایا جائیگا''۔

امام ابو یوسف، امام محمد اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیھم کا یہی مذہب ہے۔اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی مروی ہے اور آئمہ ثلاثہ کا بھی یہی مذہب ہے۔لڑکے اور لڑکی کی بلوغت میں موئے زیر ناف، پنڈلی کے بال، موئے بغل، مونچھ اور چھاتی کے ابھرنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔اور ظاہر الروایات میں ہے کہ ان علامات کے ظہور سے بلوغت کا حکم نہیں لگایا جائیگا۔اور شامی میں ہے کہ لڑکے کی بلوغت میں موئے زیر ناف اور داڑھی کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔(فتاوی ہندیہ:۵/۶۱، شامی، درمختار، تنویر الابصار۵/۹۷:، بحر الرائق ۸/۸۵ :مراقی الفلاح:۸۶)

کفّارہ کا اسلامی تصوّر

شرعی قوانین میں لفظ کفارہ کا اطلاق

اہمیت اور فضیلت، ایک تحقیقی جائزہ

☆الزم الموهبة التی اعطیتها والعلم الذی ترتاح له والرزق الذی فتح لك والعمل الذی یناسبك.☆